

مینڈ کی کا ز کام اور جادو کی حقیقت

ابو الوفا محمد حمام اثر

نبی ﷺ پر جادو کی روایت بخاری سمیت ساری حدیث کی کتابوں میں آئی ہے اور راوی سارے ثقہ ہیں، روایت و درایت دونوں لحاظ سے اس پر کوئی قدغن نہیں، مگر کچھ لوگ اس پر بے تکی سی تک بندیاں کر کے ”سپر مین“ بننے کی کوشش ضرور کرتے ہیں۔ ایک تھے ہشام بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو عروہ بن زبیر تابعی رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے، وہ اس حدیث کے راوی اور ثقہ و متقن امام تھے، جن کو بہت سارے ائمہ حدیث مثلاً ابو حاتم رازی ^① (م: ۲۷۷ھ)، احمد بن صالح عجل ^② (م: ۲۶۱ھ)، محمد بن سعد ^③ (م: ۲۴۰)، یعقوب بن شیبہ ^④ (م: ۲۶۲ھ) وغیرہ نے امام، ثقہ، حجة، اور ثبت قرار دے رکھا تھا اور ثقاہت کی یہ اتھارٹی آخر عمر تک ان کے پاس رہی۔ چھٹی صدی ہجری تک کسی کو ان کی بیان کردہ کسی روایت میں کوئی شک نہ گزرا۔

حافظے کی خرابی کی بحث:

پھر یوں ہوا کہ ساتویں صدی میں امام ابوالحسن قتان ^⑤ (م: ۶۲۸ھ) کی کتاب میں غلطی سے لکھ دیا گیا کہ ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا ^⑥۔ حافظ ذہبی (۶۷۳-۷۴۸ھ) جیسے ناقد رجال اور مؤرخ اسلام نے صاف لفظوں میں بتایا کہ

ولا عبرة ”ابن قتان کو غلطی لگی ہے۔“ ^⑦

لہذا ان کی اس بات کا کوئی اعتبار نہیں، نیز فیصلہ کن بات یوں فرمائی کہ:

وهشام لم يختلط قط، فهذا امر مقطوع به .

”ہشام کا حافظہ کبھی خراب نہیں ہوا اور یہ قطعی و حتمی بات ہے۔“

خاتمة المحدثین، حافظ ابن حجر نے لکھا:

لم نر له فى ذلك سلفا

”ابن قتان سے پہلے یہ بات کسی نے نہیں کی۔“ ^⑧

یعنی ہشام بن عروہ کی وفات (۱۴۵ھ) سے لے کر ساتویں صدی ہجری تک کسی کو ہشام بن عروہ کے حافظے پر کوئی اعتراض نہ ہوا۔ نہ ان کے کسی ہم عصر نے ان کے متعلق کوئی ایسی بات کہی، نہ ساتویں صدی تک کے ماہرین رجال محدثین و مؤرخین میں سے کسی نے کوئی ایسا اشارہ کیا۔ واضح بات ہے کہ ابن قتان کو اس بارے میں غلطی لگ گئی۔

امام عقیلی کی طرف جھوٹی نسبت:

قاری صاحب نے حافظ عقیلی کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے کہا ۱۳۲ھ میں ہشام سٹھیا گئے تھے۔

یہ وہ قول ہے جس پر اعتراض کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ ہمیں یہ قول بھی کہیں نہیں ملا قاری صاحب پہ لازم ہے کہ اس کا حوالہ پیش کریں ورنہ اللہ کی عدالت میں جواب دہی کے لئے تیار ہوں۔

حافظے کی خرابی اور صحیح بخاری و مسلم:

اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لیے ہشام کے حافظے کی خرابی کو مان بھی لیا جائے، تب بھی امام بخاری و مسلم نے یہ اعزاز پایا ہے کہ جن راویوں کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا، اگر ان سے کوئی روایت صحیح بخاری و مسلم میں آئی ہے، تو فن حدیث کے ائمہ کے نزدیک وہ ان کے حافظے کی خرابی سے پہلے کی ہے۔

یعنی اول تو یہ بات ثابت ہی نہیں اور اگر ثابت ہو بھی جائے تو صحیح بخاری و مسلم کی بیان کردہ احادیث میں مضمر نہیں، تو ایسے میں ایک حقیقت پسند طبیعت کو مجال انکار کس طرح ہو سکتا ہے؟ مگر برا ہو خود ساختہ ”علاموں“ اور ”محققین“ کا جو ایک غلطی پر مبنی قول کو لے اڑے اور اس کے ساتھ امام مالک سے منسوب ایک غیر ثابت قول ۹ کو ملا کر بات کا بنگڑ بنا کر انکار حدیث کی پھکی بیچنے لگے۔ ایک فیس بکی لکھاری، قاری حنیف ڈار صاحب نے بھی وہ پھکی خریدی اور آگے بیچنے لگے۔

مدینہ و کوفہ کا معمہ:

ان ”محققین“ نے یہ شور بھی اٹھایا کہ یہ حدیث ہشام نے اپنے مدنی شاگردوں کو بیان نہیں کی، بل کہ کوفہ جا کر روایت کی جب وہ حافظے کی خرابی کا شکار ہو چکے تھے، لہذا یہ حدیث سنداً صحیح نہ رہی۔ ہم ڈار صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ حضور! صرف صحیح بخاری ہی آنکھوں سے تعصب کی پٹی ہٹا کر پڑھ لیتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ روایت مدنی شاگردوں نے بھی ہشام بن عروہ سے روایت کر رکھی ہے۔

انس بن عیاض (بخاری: ۶۳۹۱) اور عبدالرحمن بن ابی الزناد (بخاری: ۵۷۶۳) دونوں مدنی ہیں اور اس روایت کو ہشام بن عروہ سے بیان کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ ڈار صاحب کے قاعدہ سے بھی یہ حدیث صحیح ہو چکی ہے، کیوں کہ انہیں ہشام کے حافظے پر اعتراض کوفہ جانے کے بعد ہے، پہلے نہیں۔ کاش کہ منکرین حدیث کو حدیث پڑھنے کی بھی توفیق ہوتی!

ہشام کا تفرد:

ایک اعتراض یہ بھی داغا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر جادو والی حدیث بیان کرنے میں ہشام بن عروہ متفرد ہیں، یعنی دنیا میں صرف اور صرف ہشام بن عروہ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

یاد رہے کہ ثقہ کا تفرد ائمہ محدثین کے ہاں مضمر نہیں، پھر ڈار صاحب کا تفرد کو ٹھکرانے کا بہانہ ہشام کے حافظے کی خرابی تھا، جو کہ سراسر غلط ثابت ہو چکا ہے۔

قارئین کرام حیران ہوں گے کہ اس روایت کو بیان کرنے میں سرے سے ہشام منفرد ہے ہی نہیں۔ **عبدالملک بن جریج جو ہشام بن عروہ اور عبداللہ بن عروہ دونوں کے شاگرد ہیں ۱۵ وہ فرماتے ہیں:**

حدثنی آل عروہ ”مجھے عروہ کی اولاد نے بیان کیا۔“

یعنی ہشام بن عروہ اور عبداللہ بن عروہ دونوں اس حدیث کو بیان کر رہے ہیں۔ **دیکھئے (بخاری: ۵۷۶۵)۔ اب** ڈار صاحب بتائیں کہ ان کے پاس کیا بہانہ بچا ہے؟

امام مالک پر بہتان!

قاری صاحب نے لکھا ہے کہ

”امام مالک نے کہا ہشام کی عراقی روایات سے بو آتی ہے“

یہ بات اسماء الرجال کی تمام متداول کتب دیکھنے کے باوجود ہمیں نہیں ملی، قاری صاحب پہ لازم ہے کہ اس کا حوالہ پیش کریں ورنہ کذابین کی فہرست میں شامل ہونے کو تیار ہو جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم اس روایت کو مدنی ثابت کر چکے ہیں تو امام مالک کا یہ قول ثابت ہو بھی جائے تو قاری صاحب کے فائدے کا نہیں۔

عقل دشمنی کے چند نمونے:

نبی اکرم ﷺ پر جادو ہونے والی صحیح حدیث پر فنی اعتراضات کا جواب ہم محدثین کرام کے اصولوں کی روشنی میں دے چکے ہیں۔ یہ اعتراضات پرکاش کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ خود منکرین حدیث کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے تئیں علمی اعتراضات کر کے زیادہ دیر عوام کو بے وقوف نہیں بنا سکتے، کیوں کہ کسی دن حدیث کے کسی طالب علم کی نظر پڑے گی تو یہ تارتار ہو جائیں گے، اس لیے وہ جھوٹے موٹے فنی اعتراضات کے ساتھ ساتھ کچھ ”عقلی“ گل فشائیاں بھی کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ وحی کو عقل سقیم پر نہیں پرکھا جاسکتا۔ اگر یہی معیار بنالیا جائے تو پھر بے عقلوں کو نہ آپ قرآن منوا سکتے ہیں، نہ کوئی بھی حدیث۔ اس لیے محدثین کے قائم کردہ اصولوں کے مطابق سند صحیح ہو جانے کے بعد حدیث کا کسی بے عقل کی عقل میں نہ آنا معیار نہیں بن سکتا۔

ویسے تو اس حدیث پر کیے جانے والے عقلی اعتراضات بھی معتزلہ کا چبایا ہوا نوالہ اور محدثین کے پاؤں تلے روندنا ہوا کچرا ہیں، مگر پھر بھی ان کے جواب اس لئے دیئے جا رہے ہیں کہ کوئی معاند خوش فہمی میں نہ رہے کہ ہماری باتوں کا جواب نہیں دیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ عوام الناس فتنہ انکار حدیث کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں۔

اعتراض 1:

”نبی ﷺ پر جادو ہوا چھ ماہ رہا بعض روایات میں ایک سال رہا اور کیفیت یہ بیان کی گئی ہے کہ **کان یدور**

ویدور ولایدری ما اصابہ وما بہ آپ چکر پر چکر کاٹتے مگر آپ کو سمجھ نہ لگتی کہ آپ کو کیا ہوا آپ بیوی کے

پاس گئے نہیں ہوتے تو لگتا کہ گئے ہیں، اگر ایسا ہی تھا تو سب بیویاں یہ حدیث بیان کرتیں صرف سیدہ نے کیوں کیا؟ یہ بات تمام صحابہ میں مشہور ہو جانا چاہئے تھی حضرت عائشہ نے ذکر بھی کیا تو صرف ایک بندے سے وہ بھی ستر سال تک اپنے سینے سے لگائے رکھے پھر بیان کرے۔“

جواب:

ڈار صاحب نے جھوٹ بولنے کی خصوصی تربیت لے رکھی ہے۔ یہ قول ”کیفیت یہ بیان کی گئی ہے کہ کان یدور ویدور ولا یدری ما اصابہ وما بہ آپ چکر پر چکر کاٹتے مگر آپ کو سمجھ نہ لگتی کہ آپ کو کیا ہوا۔“ کس کتاب سے لیا ہے، ہمیں بھی بتایا جائے یا آپ کو علم لدنی سے کچھ حصہ ملا ہے؟ یہ کیفیت نبی ﷺ پہ طاری نہیں ہوئی، بل کہ آپ زبردستی طاری کرنے پہ تلے بیٹھے ہیں۔ جادو کے ایام میں حضور ﷺ کی جو کیفیت احادیث صحیحہ کا دراسہ کرنے سے معلوم ہوتی ہے، وہ یوں ہے:

①

نبی ﷺ پر جادو کا اثر کچھ دنوں کے لیے صرف اتنا ہوا تھا کہ آپ کی طبیعت میں پریشانی سی تھی جسے کسی اور پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اس دوران یہ خیال سا گزرتا تھا کہ جانے فلاں کام کر لیا یا نہیں؟۔ یخیل الیہ انہ صنع شیئا، ولم یصنعه . ①

②

سنن کبریٰ بیہقی کے الفاظ پہ غور کریں۔
پیغمبر پہلے دعا مانگتے ہیں پھر سیدہ سے کہتے ہیں یا عائشہ! مجھے اللہ نے میرے مسئلے کا حل بتا دیا ہے، تو اماں عرض کرتی ہیں:

وما ذاك؟ آقا وہ مسئلہ کیا تھا۔ ②

اسی طرح بخاری میں ہے:

اماں فرماتی ہیں کہ آقا میرے پاس موجود تھے اور دعا پہ دعائے جاتے تھے

ولكنہ دعا ودعا پھر فرمانے لگے کہ عائشہ جانتی ہو؟ اللہ نے میرے مسئلے کا حل بتا دیا ہے ③

یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی نہیں معلوم تھا کہ آپ کو مسئلہ کیا پیش آیا ہے۔ بل کہ اس وقت معلوم ہوا جب آپ نے بتایا۔ یعنی اتنا زیادہ عرصہ یہ مسئلہ لاحق نہیں رہا۔

چھ ماہ یا سال تک جادو کا رہنا بسند صحیح ثابت نہیں ہو سکا، مسند احمد (۲۳۳۷) معمر بن ہشام بن عروہ کے طریق سے مروی ہے اور معمر کی روایت ہشام سے ضعیف ہوتی ہے، جیسا کہ حافظ ذہبی وابن حجر نے بواسطہ ابن ابی خیشمہ یحییٰ بن

معین سے نقل کیا ہے۔

تو صرف اتنی سی بات کہ آقا کو کچھ پریشان کن خیالات آئے، لوگوں میں مشہور کر دی جاتی؟ آقا باہر آ کر اعلان کرتے کہ لوگو! مجھے ایسے خیالات آرہے ہیں؟ جو نبی مصیبتوں میں مسکرانے کا عادی ہو، جو گالیاں سن کر دعائیں دینے کا ہنر جانتا ہو، جو حریص جان کا چارہ گر ہو، جو قاتل کو معاف کرنے کا ظرف رکھتا ہو، ایسے چھوٹے سے معاملے پر شور اٹھا دے گا، جزع فزع کرے گا؟

ڈار صاحب! آپ کا تصور نہیں۔ آپ نے ماحول ایسا پایا ہے، آپ کی زندگی فیس بک پہ گزری ہے، آپ کا پالا ان لوگوں سے پڑا ہے جو کیڑے چینج کرتے ہیں تو سیلفی اپ لوڈ کرتے ہیں، جن کا ذرا سا درد قوم کے لئے درد سر بن جاتا ہے، مگر معاف کیجئے میرا نبی ایسا نہیں تھا۔

تسلیم شد! کہ تاڑنے والے قیامت کی نگاہ رکھتے ہیں، اماں ﷺ نے آقا کی تکلیف کو محسوس کر لیا ہوگا، مگر کیا عائشہ رضی اللہ عنہا اسی وقت یہ بات باتونی عورتوں کی طرح پورے مدینے میں گھما دیتیں؟

اعتراض 2:

”صاحب احکام القرآن ابوبکر جصاص اور امام ابوحنیفہ نے اس کو مسترد کیا ہے۔“

جواب:

جہاں تک تعلق ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اس کو رد کرنے کا تو اس پر حوالہ درکار ہے، جو آپ تا قیامت پیش نہیں کر سکتے۔ صحیح سند والی اور فن حدیث پر ہر طرح سے پوری اترنے والی احادیث کو تو کسی راوی کے حافظے کی خرابی کے بہانے رد کرتے ہیں، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے بارے میں یہ بھی سوچتے کہ اس کا کوئی راوی دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا؟

رہے جصاص صاحب تو وہ ایک معتزلی ہیں، جن کا مسلک ہی انکار حدیث پر قائم ہے۔ یہ حدیثیں محدثین کی ہیں وہ ان کو قبول کرتے ہیں، معاندین اور دشمنان حدیث محدثین اور ان کی حدیثوں پر وار کرتے ہیں کبھی تو ان حدیثوں کو قرآن کے خلاف گردانتے ہیں کبھی اپنی عقل نارسا سے ان کا رد کر دیتے ہیں کبھی اہل سنت کے خلاف عصمت انبیاء کا معیار وضع کر لیتے ہیں، یوں احادیث کو اپنے باطل اصول و عقائد پر قربان کر دیتے ہیں، ہر دور میں یہ لوگ جھوٹے سہاروں سے احادیث میں تشکیک پیدا کر کے عوام الناس کو ورغلانے کی جدوجہد کرتے رہے ہیں مگر اس مذموم کوشش میں ہمیشہ ناکام و نامراد رہے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے ان شاء اللہ۔ اب ایک معتزلی کا سہارا لے کر حدیث سحر کو جھٹلانے اور احناف کو اپنا ہم خیال باور کروا کے ان کی ہمدردیاں وصول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، حالاں کہ محققین احناف اس معاملہ میں عام اہل سنت کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

مشہور شارح حدیث، ملا علی قاری حنفی (م: ۱۰۱۳) حافظ نووی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

قد أنكر بعض المبتدعة هذا الحديث ”بعض بدعتیوں نے اس حدیث کا انکار کیا ہے“ (۱۴)

مشہور حنفی محقق، علامہ عینی حنفی کی سنئے اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں:

قد اغترض بعض المُلْحِدِينَ عَلَى حَدِيثِ عَائِشَةَ، وَقَالُوا: كَيْفَ يَجُوزُ السَّحَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالسَّحَرُ كُفْرٌ وَعَمَلٌ مِنْ أَعْمَالِ الشَّيَاطِينِ، فَكَيْفَ يَصِلُ ضَرَرُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حِيَاطَةِ اللَّهِ لَهُ وَتَسْدِيدِهِ إِيَّاهُ بِمَلَائِكَتِهِ، وَصَوْنِ الْوَحْيِ عَنِ الشَّيَاطِينِ؟ وَأَجِيبُ بِأَنْ هَذَا اعْتِرَاضٌ فَاسِدٌ وَعِنَادٌ لِلْقُرْآنِ، لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِرَسُولِهِ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) الْفَلَقُ إِلَى قَوْلِهِ فِي الْعَقْدِ، وَالنَّفَاثَاتِ السَّوَاحِرِ فِي الْعَقْدِ، كَمَا يَنْفُثُ الرَّاقِي فِي الرِّقَةِ حِينَ سَحَرٍ، وَلَيْسَ فِي جَوَازِ ذَلِكَ عَلَيْهِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ يُلْزِمُهُ أَبَدًا أَوْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ دَاخِلَةً فِي شَيْءٍ مِنْ ذَاتِهِ أَوْ شَرِيعَتِهِ، وَإِنَّمَا كَانَ لَهُ مِنْ ضَرَرِ السَّحَرِ مَا يَنَالُ الْمَرِيضَ مِنْ ضَرَرِ الْحُمَى وَالْبَرَسَامِ مِنْ ضَعْفِ الْكَلَامِ وَسُوءِ التَّخِيلِ، ثُمَّ زَالَ ذَلِكَ عَنْهُ وَأَبْطَلَ اللَّهُ كَيْدَ السَّحَرِ، وَقَدْ قَامَ الْإِجْمَاعُ عَلَى عَصَمَتِهِ فِي الرِّسَالَةِ

”بعض بے دین لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جادو والی حدیث کا انکار کیا ہے، وہ کہتے ہیں جادو کس طرح جائز ہو سکتا ہے، جادو کفر اور شیطانی عمل ہے تو ایک شیطانی عمل نبی ﷺ کو نقصان کیسے دے سکتا ہے؟ حالاں کہ اللہ نے آپ ﷺ کو اپنی پناہ میں لے رکھا ہے، فرشتے آپ کی نگرانی پر معمور رہتے ہیں اور وحی کا شیطان سے محفوظ رہنا بھی ضروری ہے؟

تو جواباً گزارش ہے کہ یہ فاسد اعتراض قرآن دشمنی پر مبنی ہے، کیوں کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ سے کہا کہ ”آپ کہہ دیجئے میں مخلوق کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے“ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی جادوگر پھونکتا ہے،

اور ہاں جادو کے اثبات سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ جادو آپ سے ہمیشہ چمٹا رہے یا آپ کی ذات و شریعت پر اثر انداز ہو بلکہ اس کی کیفیت ایک بخار جیسے مرض کی سی ہے، جیسے کلام میں کمزوری اور قوت تخیل کا ذرا کمزور ہو جانا، رہی رسالت تو اس کے محفوظ رہنے پر اجماع ہو چکا ہے۔“ (۱۵)

ڈار صاحب! کیسا لگا آپ کو؟ اس دنیا میں کوئی ایک اہل سنت ایسا نہیں جو اس حدیث کا انکار کرتا ہو، رہے معتزلہ منکرین حدیث تو ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

اعتراض:

”وہ جو سورہ جن میں فرماتا ہے رسول کے آگے پیچھے نگران ہوتے ہیں، جو اس کی حفاظت کرتے ہیں“ پتہ نہیں وہ نگران جادو کے وقت پر لُنج بریک پر گئے ہوئے تھے۔“

جواب

جہالت کا مظاہرہ کوئی آپ سے سیکھے۔

ارے صاحب! جادو نے آپ کے ایمان پر ڈاکہ ڈال لیا تھا؟ یا آپ جادو کی وجہ سے خلاف شریعت کام کرنے لگے تھے؟ ایسا بالکل نہیں تھا، صرف ظاہری تکلیف تھی ظاہری تکلیف کہاں نہیں پہنچی آپ کو، بل کہ آپ کی زندگی ہی تکلیفوں اور پریشانیوں سے عبارت ہے، طائف کا میدان، بدر کا میدان زہر دیا جانا تو کیا اس وقت نگران لُنج پر گئے تھے، نہیں بل کہ تحریر لکھتے وقت آپ کی عقل فیس بک کے لائیک لینے پہنچی ہوئی تھی۔

اعتراض:

”روایت کے متن میں اتنا اضطراب ہے کہ یقین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ صحیح الدماغ آدمی کا کام ہے جتنے آدمی ان سے ملتے ہیں، ہر ایک کو ایک نیا ایٹم پکڑا دیتے ہیں۔ کسی میں تعویذ نکالا جاتا ہے اور گرہیں کھولی جاتی ہیں.....“
کبھی کہا جاتا ہے کہ نبی نے نکلویا ہی نہیں تھا، جب نکلویا ہی نہیں تھا تو گرہوں والی کہانی خود بخود ختم ہو گئی۔“

جواب

عرض ہے کہ بڑھئی کا کام بند کرے تو الجھ جاتا ہے، شیر کی ڈیوٹی گدھے کے بس میں نہیں، جج کا منصب مراٹھی کی پہنچ سے دور ہے، اسی طرح حدیث اہل حدیث کا میدان ہے، اسے ان کے پاس رہنے دیں اور کسی اہل حدیث کے سامنے زانوائے تلمذ طے کریں تاکہ آپ کو حدیث سمجھ آ سکے اجمال و تفصیل کو آپ اضطراب کا نام دیتے ہیں، کمال کرتے ہیں۔

تفصیل یہ ہے کہ نبی ﷺ کو جب خبر ہوئی کہ ذروان کے کنویں میں جادو کردہ کنگھی اور بال موجود ہیں، پیغمبر ﷺ نے چند صحابہ کو ساتھ لیا اور کنویں پہ چلے گئے، وہاں جا کر جادو کو نکالا گیا کنویں کو بند کر دیا گیا۔ پیغمبر واپس آئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کنویں کا وصف بیان کیا تو ماں جی نے پوچھ لیا کہ آپ نے لوگوں میں اس تعویذ کو نشر کیوں نہیں کیا، تو آپ نے فرمایا کہ میں اس شر کو لوگوں میں پھیلانا نہیں چاہتا تھا، اب بعض روایات میں صرف جادو نکالنے کا ذکر آیا اور وہاں لفظ استخراج (نکالنا) استعمال کیا گیا اور بعض روایات میں واپسی پر سیدہ کے سوال کا ذکر آیا کہ آپ نے لوگوں میں

پھیلایا کیوں نہیں؟ وہاں بھی لفظ **استخراج** (پھیلانا) استعمال ہوا۔

اس سے عقل کے اندھوں نے سمجھا کہ شاید دونوں جگہ جادو نکالنے کا ذکر ہے ایک جگہ انکار ہے دوسری جگہ اقرار، حالاں کہ صحیح بخاری (۶۰۶۳، ۵۷۶۵) میں صاف صراحت موجود ہے۔

«فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلَّا، تَعْنِي تَنْشَرَتْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ شَفَانِي، وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا»

”نبی ﷺ کے حکم پر اسے نکالا گیا، عائشہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہ آپ نے اسے لوگوں میں پھیلایا

کیوں نہیں، تو فرمایا کہ مجھے تو اللہ نے شفا عطا کر دی تھی تو میں نے لوگوں میں اس شر کو پھیلانا مکروہ جانا۔“

سوال وجواب یہ صاف بتا رہا ہے کہ کنویں سے تو اسے نکالا گیا مگر شہر میں نہیں پھیلایا گیا۔

بلکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقولہ مسند احمد (۲۴۶۵۰) میں ان الفاظ سے مروی ہے،

اخر جتہ للناس؟ ”لوگوں کے لئے نکالا اسے؟ آگے پھر وہی لفظ ہیں اما انا فقد..... الخ

تو ثابت ہوا کہ جہاں انکار ہے اس سے مراد لوگوں میں پھیلانے کا انکار ہے نہ کہ کنویں سے نکالنے کا۔۔۔ فافہم

معوذتین اور جادو:

ڈار صاحب نے اس عنوان کے تحت اعتراض کیا ہے کہ مکی سورتیں ہیں اور ان کو پڑھنے کا معمول نبی ﷺ نے بنا رکھا تھا، اب اگر یہ ۱۵ سال پڑھنے کے باوجود جادو سے نہیں بچاسکیں تو اب کیسے بچائیں گی؟

جواب:

اولاً تو ان سورتوں کا مکی ہونا ہی محل نظر ہے کیوں کہ اس بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے، بعض ان کو مدنی کہتے ہیں، بعض مکی ہمارے نزدیک مدنی والی بات راجح ہے لیکن اگر یہ بات تسلیم کر بھی لی تب بھی آپ کا اعتراض نہیں بنتا۔

ڈار صاحب قرآن کی کس آیت میں یہ ذکر ہے کہ معوذتین پڑھنے والے پر سرے سے جادو کا اثر ہی نہیں ہو سکتا یا کسی حدیث میں ایسی کوئی بات ہو، ویسے موسیٰ علیہ السلام نے آپ کے خیال میں کبھی تعوذ نہیں کیا ہوگا؟ جو ان پر جادو کا اثر ہو گیا؟ اگر آپ کہیں کہ وہ وقتی تھا اور یہاں چھ ماہ یا سال کی بات ہے تو اوپر ہم ثابت کر آئے ہیں کہ چھ ماہ یا سال والی بات اصول حدیث کی رو سے ثابت نہیں ہو سکی، جب مدت کا تعین ہی نہیں تو اس پر کھڑی کی گئی اعتراض کی عمارت خود بخود دھڑم سے نیچے آ جائے گی، پھر اس نقطہ پر بھی توجہ کریں کہ نبی ﷺ روزانہ کی بنیاد پر یہ دعا پڑھتے ہیں۔

بسم الله الذى لا يضر مع اسمه شئ فى الارض ولا فى السماء

تو آپ کے اصول کے مطابق سرے سے کوئی تکلیف پہنچنی ہی نہیں چاہئے کوئی بیماری آنی ہی نہیں چاہئے حالاں

کہ نبی ﷺ کا بیمار ہونا آپ کو بھی تسلیم ہے۔ نبی ﷺ دعا کرتے ہیں۔

اللہم اهد قومی ”اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرما۔“

اس کے باوجود ابو جہل و ابولہب ایمان کی دولت سے محروم رہتے ہیں۔ تو اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جائے؟ ارے جناب معوذتین دعا ہیں اور دعا کبھی قبول کر لی جاتی ہے کبھی آخرت کے لئے ذخیرہ کر دی جاتی ہے۔ اس چیز کو سمجھنے کے بعد بھی اگر آپ یہ اعتراض کریں تو آپ کا اللہ حافظ۔۔۔

اپنے دام میں صیاد:

قاری صاحب نے جادو کے انکار پر لمبی چوڑی عبارت آرائی کی ہے اور آخر میں تسلیم کر لیا کہ ”موسیٰ علیہ السلام پر جادو ہونا ضروری تھا..... الخ اور لکھا کہ

”اب بتائیے کہ موسیٰ علیہ السلام اور اللہ کے رسول محمد ﷺ پر جادو میں کیا مماثلت ہے؟ وہاں تو مقابلہ ہو رہا تھا جادو گروں سے اور اللہ کا نبی جادگروں کے سامنے ڈٹ کر کھڑا تھا، پوری قوم کھڑی تھی، رب کا نجات قدم قدم اور لمحہ بلحہ ہدایت دے رہا ہے جب کہ محمد ﷺ کے کیس میں جو گزرتا ہے اکیلی جان پر گزرتا ہے، بیوی گلہ کرتی ہے تشریف نہیں لائے فرماتے ہو کر گیا ہوں.....“

(جواب)

جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے، تنبیہاً عرض ہے کہ قاری صاحب نے حسب معمول ایک اور جھوٹ جڑ دیا ”بیوی گلہ کرتی ہے تشریف نہیں لائے، فرماتے ہو کر گیا ہوں“ یہ بات پورے ذخیرہ حدیث میں کہیں دکھا دیں، جو شخص چھوٹی سی تحریر میں اتنے جھوٹ بولے عام گفتگو میں کیا کرتا ہوگا؟

بہر آئینہ موصوف نے ہمارا مقدمہ خود پیش کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر جادو ہو گیا تھا، مگر اس جادو اور نبی ﷺ ہونے والے جادو میں مماثلت نہیں، کیوں کہ موسیٰ علیہ السلام جادو کے مقابلے کے لئے تیار کھڑے تھے، واہ صاحب! کتنے مزے کی بات کہی جب مقابلے کے لئے تیار نبی پر جادو اثر انداز ہو سکتا ہے تو جادو سے بے خبر نبی پر کیوں نہیں؟ سنا ہے بے خبری کا وار اوچھا پڑتا ہے، بے خبری میں تو انسان بچاؤ کا سامان بھی نہیں کر سکتا اور اگر خبر ہو جائے تو انسان بچاؤ کر سکتا ہے، تو جب نبی موسیٰ علیہ السلام خبر کے باوجود جادو کا شکار ہو جاتے ہیں، بل کہ خوف محسوس کرتے ہیں تو پیغمبر ﷺ جن کو جادو کی خبر تک نہیں ان پر جادو ہونا کیوں کر بعید رہا؟ اس پر بھی غور کیجئے کہ موسیٰ علیہ السلام پر جادو کی جو کیفیت قرآن میں بیان کی گئی؛

یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی، ”ان کو خیال گزرا کہ یہ دوڑ رہی ہیں“

وہی کیفیت حدیث میں بیان ہوئی؛

یخیل الیہ انہ صنع شیئا ”خیال گزرتا کہ یہ کام کیا“

اب خیال گزرتا مشترک ہے تو دونوں جگہ مان لینا چاہئے تھا، مگر آپ نے قرآن میں خیال گزرنے کا ذکر تسلیم کر لیا جب کہ حدیث میں خیال گزرنے کے ذکر کو قرآن ہی کے خلاف کہہ کر رد کرنے بیٹھ گئے؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔
باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ جادو کی وجہ سے اسلام داؤ پر لگ گیا تھا تو یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ کسی شرعی مسئلے یا وحی پر اس کا بالکل اثر نہیں ہوا۔ اگر نبی ﷺ کے بھولنے کو ہی دین اسلام پر قدغن قرار دیا جائے تو پھر آپ کی عقل کو سلام ہے۔

ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

① الجرح والتعديل ۶۴/۹ وسندہ صحیح، ② تاریخ الثقات ۱۷۴۰، تاریخ بغداد ۴۱/۱۴ وسندہ صحیح، ③ الطبقات الکبریٰ ۳۲۱/۷، ④ تاریخ بغداد ۴۰/۱۴ وسندہ صحیح،

⑤ بیان الوهم والایہام الواقعیین فی کتاب الاحکام ۵/۵۰۴ ح ۲۶۲، ⑥ میزان الاعتدال ۳۰۱/۴، ⑦ سیر اعلام النبلاء ۶/۳۶، ⑧ تہذیب التہذیب ۵۱/۱۱

⑨ یہ قول تاریخ بغداد ۶/۱۶ نص ۳۳۵ میں ان الفاظ سے مروی ہے ”کان مالک لا یرضاه، مالک اس سے راضی نہیں تھے، اسی طرح ان مالکا نفم علیہ حدیثہ لاهل العراق، مالک نے اہل عراق سے اس کی حدیث کو ناپسند کیا مگر اس کا راوی ابن خراش خود رافضی ضعیف ہے، دیکھئے (اکمل لابن عدی ۴/۶۳۹ وسندہ صحیح وسوالات حمزہ السہمی للحاکم ۳۳۱/۳ وسندہ صحیح) ⑩ تہذیب الکمال ۱۵/۲۹۷، ⑪ صحیح بخاری ۶۳۹۱، ⑫ سنن کبریٰ بیہقی: ۱۶۳۹۴ وسندہ صحیح ⑬ بخاری: ۵۷۶۳

⑭ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح ۹/۳۷۹۲، ⑮ عمدة القاری شرح صحیح البخاری ۱۵/۹۸، ⑯ تفسیر ابن کثیر سلامۃ ۸/۵۳۰